# المحیط البرہانی از محمود بن احمد بن عبد العزیز بن مازۃ البخاری کا تعارف اور اس کا منہج

Al-Muheet al-Burhani by Mahmood bin Ahmad bin Abdul Aziz bin Maza al-Bukhari: Introduction and Its Methodology

***Hafiz Muhammad Asim***

*Teacher of Hadith and Fiqh:*
*Jamia Arabia Misbahul Uloom Khushab*
*Email: aasi1990@gmail.com*

## Abstract

Al-Muheet Al-Burhani by Imam Mahmood bin Sadr Al-Shahid Tajuddin Ahmad bin Sadr Al-Kabir Bahauddin Abdul Aziz bin Umar Maaza is a renowned compendium of Hanafi jurisprudence that meticulously organizes legal principles and rulings. This paper examines the methodology, structuring principles, and scholarly value of Al-Muheet Al-Burhani, highlighting how Ibn Maaza's systematic approach to resolving legal issues under foundational principles and jurisprudential rules elevated this work to a pivotal reference in Hanafi jurisprudential studies. The study reveals that Al-Muheet Al-Burhani discusses not only Hanafi legal issues but also addresses Usul al-Fiqh (jurisprudential principles) and theological matters, making it an indispensable resource for students and researchers in Islamic law. Recommendations include integrating Al-Muheet Al-Burhani into the curricula of Islamic institutions and translating it into modern languages to facilitate broader academic access across diverse legal schools of thought.

**Keywords:** Al-Muheet al-Burhani, Hanafi fiqh, Ibn Maaza, fiqh methodology, Usul al-Fiqh, Islamic law.

## تمہید

علمِ فقہ، اسلامی علوم میں سے ایک اہم اور عمیق علم ہے جو مسلمانوں کے تمام عملی امور کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی فقہ کی تدوین اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر کی بنیادوں میں حنفی مکتبِ فکر کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حنفی فقہ کی تعلیمات کو مدون اور محفوظ کرنے میں متعدد جل یل القدر علمائے کرام کا اہم کردار ہے۔ ان میں سے ایک ممتاز علمی کاوش "المحیط البرہانی" ہے، جو کہ فقیہ، اصولی اور امام، برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز المعروف ابن مازہ رحمہ اللہ (وفات ۶۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔

"المحیط البرہانی" حنفی فقہ کی اہم کتب میں سے ہے جس نے اسلامی قانون کے طالب علموں، فقہا اور محققین کے لیے بہت وسیع علمی مواد فراہم کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی کی مضبوط بنیادوں کو واضح کرتی ہے بلکہ اس میں فقہ کے اصول، قواعد اور مختلف فقہی مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس مقالہ کا مقصد "المحیط البرہانی" کا جامع تعارف پیش کرنا اور اس کے منہج کو سمجھنا ہے تاکہ فقہ حنفی میں اس کتاب کی علمی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

مقالہ میں سب سے پہلے "المحیط" کے مؤلف کا تعارف اور ان کے علمی خاندان اور اس خاندان کے چند بڑے علمی اشخاص کا تعارف بیان کیا گیا ہے اور علماء کی ان کے بارے میں آراء بیان کی گئی ہیں جن سے صاحب "المحیط" کا علمی مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے۔ اس کے بعد مقصودی کتاب یعنی "المحیط البرہانی" کا تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی علمی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض علماء نے جو اس کو غیر معتمد حنفی کتب میں شمار کیا ہے اس کی بنیادی وجہ کیا ہے اور کیا اب بھی وہ حکم باقی ہے یا نہیں۔ پھر آخر میں "المحیط" میں مؤلف کا منہج اور طریقِ کار بیان کیا گیا ہے اور تحقیق کی روشنی میں جو نتائج سامنے آئے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے ان نتائج کی بنیاد پر کچھ سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔

## صاحب ''المحیط''

محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن الصدر الکبیر برہان الدین عبد العزیز بن عمر بن مازہ، اسلامی فقہ کے مشہور امام اور مجتہد شمار کیے جاتے ہیں، جنہوں نے علم و معرفت کے سمندر سے استفادہ کیا۔ وہ عمر بن مازہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جس خاندان نے آلِ برہان کے نام سے ۴۵۰ھ سے ۶۰۴ھ تک ماوراء النہر کے علاقوں پر حکمرانی کی۔ ان کا خاندان اس دور میں علمی اور دینی لحاظ سے نمایاں مقام کا حامل تھا۔ علامہ محمود ۵۵۱ھ، ۱۱۵۶ء میں مرغینان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد الصدر السعید اور چچا الصدر الشہید حسام الدین عمر ابن عبد العزیز سے حاصل کی، جو خود بھی عظیم علماء میں شامل تھے۔ یہ دونوں اپنے والد عبد العزیز بن عمر، شمس الائمہ سرخسی، الحلوانی، ابو علی النسفی، ابو بکر محمد بن الفضل اور عبد اللہ السبزمونی کے شاگرد تھے۔ ۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء میں علامہ محمود بن الصدر السعید زیارات اور حج کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، جہاں علماء حرمین سے بھی علم حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں تک وہ تدریس اور تعلیم میں مصروف رہے اور ۶۱۶ھ/۱۲۱۹ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی علمی جانشینی ان کے صاحبزادے طاہر بن الصدر محمود نے سنبھالی۔[(1)]

جیسا کہ تعارف سے ظاہر ہو رہا ہے، علامہ محمود ایک علمی خانوادے میں پیدا ہوئے، جہاں بڑے بڑے علماء اور فقہاء کا سلسلہ جاری رہا۔ ان میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے.

۱۔ والد: احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ، جنہیں الصدر السعید تاج الدین کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور جو الصدر الشہید کے بھائی تھے، نے علم فقہ اپنے والد برہان الدین الکبیر عبد العزیز اور شمس الائمہ بکر بن محمد الزرنجری سے حاصل کیا۔ یہ دونوں عظیم شخصیات شمس الائمہ السرخسیؒ کے شاگرد تھے۔ اور احمد بن عبد العزیز کے شاگردوں میں ان کے بیٹے محمود ''صاحب الذخیرہ'' اور ''صاحب ہدایہ'' جیسے نام شامل ہیں۔[(2)]

کتاب ''طبقات السنية لتراجم الحنفية'' میں بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ کے والد کو ''برہان الائمہ'' کے لقب سے جانا جاتا تھا، اور یہ عمر بن عبد العزیز، جو الصدر الشہید حسام الدین کے نام سے معروف ہیں، کے بھائی تھے۔ احمد بن عبد العزیز ''صاحب ہدایہ'' کے اساتذہ میں شامل تھے اور انہوں نے بخارا شہر میں ''صاحب ہدایہ'' کو اپنی مسموعہ روایات کی اجازت بھی عطا کی تھی۔ یہ بات انہوں نے اپنے ایک خط میں تحریر کی، جس میں امام محمد بن الحسنؒ کی

---

(1) لکھنوی، عبد الحی، الفوائد البهية فی تراجم الحنفيه، (مصر: مطبعة السعادة، طبع اول ۱۳۲۴ھ) ۲۰۵۔

(2) لکھنوی، الفوائد البهية، ۲۴۔

کتاب ''السیر''، بھی شامل تھی، جسے ''صاحب ہدایہ'' نے احمد بن عبد العزیز سے نقل کیا،اور یہ روایت احمد بن عبد العزیز کو شمس الائمہ امام سرخسیؒ سے ملی تھی۔[3]

۲۔　دادا: عبد العزیز بن عمر بن مازہ ''برهان الائمة''اور ''برهان الدين الكبير'' کے لقب سے مشہور تھے۔ ابو محمد نے امام سرخسیؒ اور الحلوائیؒ سے علم حاصل کیا۔ بعد میں، ان کے سامنے ان کے بیٹے الصدر السعید تاج الدین احمد، الصدر الشہید حسام الدین عمر، ظہیر الدین الکبیر علی بن عبد العزیز المرغینانی، اور دیگر شاگردوں نے علم فقہ کے لیے زانوئے تلمّذ تہ کیا۔[4]

۳۔　چچا: عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ، المعروف ب ''الصدر الشهيد''، حسام الدین ابو محمد، جو علم اور تقویٰ کے سمندر کہلائے جاتے ہیں، اپنے زمانے کے عظیم امام اور ماہر فقہ تھے۔ وہ نہ صرف علم الفروع والاصول کے ماہر تھے، بلکہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں بھی اعلیٰ درجے کی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم اپنے والد، برہان الدین الکبیر عبد العزیزؒ سے حاصل کی، اور والد کی زندگی میں ہی ان کی علمی عظمت اور شہرت دور دور تک پھیل گئی، جسے ہر شخص نے تسلیم کیا۔ بعد ازاں ان کی امارت ماوراء النہر تک پہنچ گئی، جہاں انہیں حکمران کے طور پر عزت و وقار حاصل ہوا اور لوگ ان کے علم و حکمت کے قائل ہو گئے۔ ان کے فرامین کو بڑے پیمانے پر قبولیت ملی۔

کافی عرصے تک وہ وہیں مقیم رہے، حتیٰ کہ ۵۳۶ھ کے صفر کے مہینے میں قطوان کی جنگ کے بعد سمرقند میں ایک کافر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ان کا جسد بخارا منتقل کیا گیا، جہاں ان کی پیدائش ۴۸۳ھ میں ہوئی تھی۔

قاضی القضاۃ علامہ السبکی نے ''طبقات شافعیہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ وہ دراصل حنفی تھے، باوجود اس کے کہ بعض لوگوں کو ان کے شافعی ہونے کا گمان تھا، جس کی انہوں نے تردید کی۔ ''صاحب ہدایہ'' نے اپنے اساتذہ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ان سے علم نظر و فقہ حاصل ہوا، اور وہ میرے ساتھ انتہائی عزت و اکرام سے پیش آتے تھے اور مجھے اپنے خاص شاگردوں میں شامل رکھتے تھے۔ تاہم، مجھے ان سے روایت کی اجازت نہیں مل سکی۔ کئی مشائخ نے بتایا کہ ان کے دو فتاویٰ ہیں، ایک ''صغریٰ'' اور ایک ''کبریٰ''، نیز انہوں نے الخصافؒ کی ''ادب القضاء'' کی شرح بھی لکھی ہے، اور ''الجامع الصغير'' کی مختصر اور مفید شرح بھی ان کی تصنیف ہے۔ روایت ہے کہ الجامع کی ان

---

(3) تقی الدین بن عبد القادر التمیمی الداری، الطبقات السنية فى تراجم الحنفية، (الریاض، سعودیہ: دار الرفاعی، طبع اول: ۱۴۰۳-۱۴۱۰ھ) رقم: ۲۲۹، ۳۸۰/۱۔

(4) القرشی، محی الدین ابو محمد عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم بن ابی الوفاء القرشی الحنفی، الجواهر المضية فى طبقات الحنفية، (القاہرۃ: دار هجر للطباعة والنشر، طبع دوم، ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۳ء) ۴۳۷/۲۔ لکھنوی، الفوائد البهية، ۹۸۔

کی تین شرحیں ہیں؛ ایک طویل، ایک متوسط، اور ایک مختصر۔ وہ "صاحب المحیط" کے استاد بھی تھے، اور سمرقند میں شہادت کے بعد ان کی میت بخارا منتقل کی گئی۔[5]

۴۔ چچازاد بھائی: محمد بن عمر حسام الدین الصدر الشہید بن برہان الدین الکبیر عبد العزیز بن عمر ابن مازہ، بخارا اور اس کے نواحی علاقوں کے ان ممتاز فقہاء میں شمار ہوتے تھے جنہیں امراء اور سلاطین کے ہاں بھی بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ شوال ۵۵۲ھ میں جب وہ حج کے سفر پر تھے اور بغداد سے گزرے، تو اپنے والد الصدر الشہید سے روایت نقل کی۔ ۵۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

القرشی نے "الجواهر المضية" میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "محمد بن عمر بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ، شمس الدین ابو جعفر، امام ابن امام تھے۔ ابن النجار نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اہل بخارا میں سے تھے اور اپنے علاقے کے رئیس اور ابن رئیس اور معزز شخصیت تھے۔ انہیں علم و فضل میں نمایاں مقام حاصل تھا، اور بادشاہوں اور سلاطین کے ہاں ان کا آنا جانا تھا۔ ۵۵۲ھ میں حج کے سفر کے دوران جب وہ بغداد سے گزرے، تو اپنے والد کی روایات بیان کیں۔ میں نے مسعود بن احمد ابن مازہ البخاری سے محمد بن عمر بن عبد العزیز ابن مازہ کی وفات کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ وہ ۵۶۶ھ میں فوت ہوئے، اور مجھے یقین ہے کہ انہیں ربیع الاول میں قتل کیا گیا۔"[6]

۵۔ نانا: احمد بن عبد الرحمان بن اسحاق القاضی جمال الدین ابو نصر الریغدمونی، جن کی نسبت بخارا کے قریب ایک بستی رِیغَدمون کی طرف ہے۔ ان کی ولادت شوال ۴۱۴ھ میں ہوئی اور وفات رمضان ۴۹۳ھ میں ہوئی۔ انہوں نے قاضی ابو زید الدبوسی سے کسب علم کیا اور ابو نصر احمد بن عبد اللہ الخیزاخزی، جو بڑے فاضل امام اور بخارا کے قاضی تھے، سے بھی علم حاصل کیا۔ اور پھر ان سے ان کے بیٹے محمد ابن احمد اور ان کے پوتے ابو نصر جمال الدین حامد بن محمد نے فقہ کا علم حاصل کیا۔ یہ صاحب المحیط کے نانا تھے۔[7]

۶۔ بیٹا: طاہر (ملقب بہ "صدر الاسلام") بن برہان الدین (صاحب المحیط والذخیرہ) محمود بن تاج الدین الصدر السعید احمد بن برہان الدین الکبیر عبد العزیز بن عمر ابن مازہ، فقہائے احناف میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں جو اصول وفروع میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے والد اور اپنے چچا حسام الدین عمر الصدر الشہید کے علاوہ فخر الدین قاضی خان سے بھی کسب فیض کیا۔

---

(5) القرشی، الجواهر المضية، ۶۴۹/۲۔ لکھنوی، الفوائد البهية، ۱۴۹۔ قطلوبغا، أبو الفداء زین الدین قاسم بن قطلوبغا السودوني، تاج التراجم، (دمشق: دار القلم، طبع اول: ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۲ء) ۲۱۷۔

(6) القرشی، الجواهر المضية، ۲۸۵/۳-۲۸۴۔

(7) لکھنوی، الفوائد البهية، ۲۳۔

صاحب ''المحیط'' کے اقرباء کے مندرجہ بالا تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پورا گھرانہ ہی علمی طور پر بڑا مضبوط تھا۔ بلکہ نہ صرف علمی اور دینی لحاظ سے یہ پورا گھرانہ ممتاز حیثیت رکھتا تھا بلکہ ساتھ ساتھ حکومت کی باگ ڈور بھی انہی کے ہاتھوں میں تھی۔ اور اُس زمانے کے بخارا اور آس پاس کے اکثر علماء اسی علمی خاندان کے فیض یافتہ تھے۔

## صاحب ''المحیط'' کا کتب رجال وکتب طبقات میں تذکرہ

علامہ عبدالحی لکھنوی السعایة فی کشف ما شرح الوقایة کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ علامہ کفویؒ نے اَعلام الاَخیار میں لکھا ہے:

صاحب ''المحیط'' الشیخ الامام الصدر الکبیر برہان الدین مشرق ومغرب کے مفتی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین الکبیر عبد العزیز ابن عمر ابن مازہ ہیں جو صدر الاسلام طاہر بن محمود کے والد ہیں۔ اور یہ امت کے جلیل القدر فقہاء اور ائمہ میں سے ہیں جو ایک متقی امام، مجتہد، متواضع عالم با عمل اور فاضل کامل تھے۔ ان کو علم خلاف اور مذہب پر خصوصی دسترس کے ساتھ ساتھ علم کلام وادب میں بھی مہارت کی وجہ سے بڑے بڑے اہل علم کی ہمسری حاصل تھی۔ ان کے والد، دادا اور والد کے دادا بھی اکابر علماء میں سے تھے۔

اسی طرح علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے امام محمدؒ کی الجامع الصغیر پر اپنے حاشیہ النافع الکبیر میں الجامع الصغیر کے شارحین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

ان (شارحین جامع صغیر) میں سے ایک الصدر برہان الدین محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد ابن الصدر برہان الدین الکبیر عبد العزیز بن عمر ابن مازہ بھی ہیں جو امت کے بڑے علماء اور فقہاء میں سے ہیں اور وہ مجتہد، متواضع، عالم با عمل تھے جن کو علم خلاف میں خصوصی ملکہ حاصل تھا علم کلام اور ادب پر بھی دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے اپنے والد الصدر السعید اور اپنے چچا الصدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز سے علم حاصل کیا اور ان دونوں نے اپنے والد عبد العزیز بن عمر سے اور انہوں شمس الائمہ السرخسی، الحلوانی، ابو علی النسفی، ابو بکر محمد ابن الفضل، اور عبد اللہ السبذمونی رحمہم اللہ سے علم حاصل کیا۔[8]

اسی طرح ''ہدیۃ العارفین'' میں ہے: ابن مازہ... امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین عبد العزیز بن عمر البخاری الحنفی، جو ابن مازہ کے نام سے مشہور ہیں، ۵۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۱۶ھ میں فوت ہوئے۔[9]

---

(8) لکھنوی، النافع الکبیر مقدمہ الجامع الصغیر، ۳۶۔

(9) اسماعیل پاشا بن محمد امین بن میر سلیم البابانی البغدادی، ہدیة العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، (استنبول: وکالة المعارف، طبع اول: ۱۹۵۱ء) ۲/۴۰۴۔

خیر الدین الزرکلی اپنی کتاب الأعلام میں لکھتے ہیں: المرغینانی (۵۵۱ھ-۶۱۶ھ/۱۱۵۶ء-۱۲۱۹ء) محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ البخاری المرغینانی برہان الدین اکابر فقہائے احناف میں سے تھے۔ ابن کمال پاشا نے ان کو مجتہدین فی المسائل یعنی طبقہ ثالثہ کے فقہا میں شمار کیا ہے، اور بلا شبہ وہ اپنے علاقے کے ایک عظیم علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔[10]

اسی طرح بروکلمان کی "تاریخ الأدب العربی" میں مذکور ہے: برہان الدین (یا، برہان الاسلام) محمود بن احمد بن الصدر الشہید البخاری ابن مازہ مرغینان میں ۵۵۱ھ (۱۱۵۶ء) میں پیدا ہوئے اور ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) میں حج کیا اور ۶۱۶ھ (۱۲۱۹ء) میں فوت ہوئے۔[11]

## علمی مقام ومرتبہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ صاحب المحیط ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور ساتھ میں ان کی وسعت اور تونگری نے ان کو تحصیل علم کا بھرپور موقع دیا یہاں تک کہ وہ ایک عالمِ کامل، امام، فقیہ، شیخ الفروع والاصول، عالم المعقول والمنقول، محدث، مفسر، عظیم القدر اصولی بن کر ابھرے جن کو علم وادب کی گھٹی گھر سے ملی اور اپنے آباء واجداد کی علمی میراث کے جانشین بنے۔ ان کی تمام تصنیفات، بالخصوص "المحیط"، ان کے علم وفضل اور کمال کی گواہی دیتی ہیں۔ اسی لیے الکفوی نے أعلام الأخیار میں ان کو طبقہ ثانیہ کے اکابر متأخرین میں شامل کیا ہے۔ علامہ لکھنوی النافع الکبیر مقدمہ الجامع الصغیر میں الکفوی سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔[12]

ہمارے فقہائے احناف کے پانچ طبقات ہیں

پہلا: متقدمین احناف کا طبقہ: جیسے امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔ یہ مجتہد فی المذہب تھے اور اپنے استاذ کے مقرر کردہ قواعد کی بنیاد پر ادلہ اربعہ سے احکام کا استخراج کیا کرتے تھے۔ اگروہ اپنے استاذ سے بعض فروع میں اختلاف بھی ظاہر کرتے تھے لیکن اصول میں اپنے استاذ کے مقلد ہی تھے، بخلاف امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ وغیرہ کے کہ انہوں نے ان کی تقلید کیے بغیر ان سے فروع میں اختلاف کیا، اور یہ اجتہاد کا طبقہ ثانیہ ہے۔

---

(10) الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الدمشقی، الأعلام، (دار العلم للملایین، طبع پانزدہم، ۲۰۰۲ء) ۱۶۱/۷۔

(11) بروکلمان، تاریخ الأدب العربی، ۳۰۶/۶۔

(12) لکھنوی، النافع الکبیر مقدمہ الجامع الصغیر، ۸۔

دوسرا: اکابر متأخرین کا طبقہ: جیسے امام ابو بکر الخصاف، الطحاوی، ابو الحسن الکرخی، الحلوانی، السرخسی، فخر الاسلام البزدوی، قاضی خان، صاحب "الذخیرہ" و "المحیط البرہانی" الصدر برہان الدین محمود، شیخ طاہر احمد صاحب "النصاب" و "خلاصۃ الفتاوی"، رحمہم اللہ اور ان جیسے دوسرے علماء۔ یہ ایسے فقہاء تھے جو ایسے مسائل میں اجتہاد کرنے کی قدرت رکھتے تھے جن کے بارے میں صاحب مذہب سے کوئی روایت منقول نہیں تھی، اور یہ اصول اور فروع میں صاحب مذہب کی مخالفت کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

تیسرا: مقلدین میں سے اصحاب تخریج کا طبقہ: جیسے امام رازیؒ اور ان جیسے دوسرے حضرات ہیں جو مطلق اجتہاد کی طاقت تو نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اصول مذہب کو اتنا جانتے تھے کہ دو رخ والے مجمل قول کی تفصیل کر سکتے تھے، ایسے مبہم، جو دو احتمال رکھتا ہو، کا حکم بیان کرتے تھے، جو امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب سے مروی ہو۔ جیسا کہ ہدایہ کے بعض مقامات پر ہے: كذا في تخريج الرازي، تو یہ اسی قبیل سے ہے۔

چوتھا: مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا طبقہ: جیسے ابو الحسن احمد القدوری، شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ہدایہ اور ان جیسے دوسرے حضرات۔ یہ بعض روایات کو بقیہ روایات پر اس طرح کہتے ہوئے ترجیح دیتے ہیں: یہ اولیٰ ہے، یہ زیادہ درست روایت ہے، یہ زیادہ قرین عقل ہے، یہ قیاس کے زیادہ موافق ہے، اور یہ لوگوں کے لیے زیادہ آسان ہے۔

پانچواں: مقلدین میں سے اصحاب تمیز کا طبقہ: یہ حضرات اقویٰ، قوی اور ضعیف کے درمیان، اور ظاہر الروایہ اور روایۃ النادرہ کے درمیان تمیز کر سکتے تھے، جیسے کہ شمس الائمہ الکردی، جمال الدین الحصیری، حافظ الدین النسفی وغیرہم رحمہم اللہ۔ جیسے متأخرین میں سے اصحاب المتون المعتبرہ؛ صاحب المختار، صاحب الوقایہ، صاحب المجمع۔ یہ حضرات اپنی کتب میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہیں کرتے تھے۔ اور اس طرح یہ فقہاء میں سے سب سے نچلا طبقہ ہے۔

ان کے علاوہ جو بھی ہیں وہ عام کم علم لوگ ہیں جو اپنے علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ ان کے لیے فتوی دینا جائز نہیں ہے مگر صرف اس صورت میں کہ وہ پہلے فتاوی میں سے نقل کر لیں، جیسا کہ علامہ کفویؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔

علامہ کفویؒ نے صاحب "المحیط" کو فقہاء کے طبقہ ثانیہ میں امام الطحاوی، الکرخی، الحلوانی، السرخسی جیسے فاضل ائمہ کی صف میں شمار کیا ہے اور ان کو اکابر متأخرین میں شمار کرتے ہوئے امام الرازی، القدوری، اور صاحب الہدایہ سے فوقیت دی ہے۔

علامہ لکھنوی نے التعليقات السنية على الفوائد البهية میں ذکر کیا ہے کہ ابن کمال پاشا نے فقہاء کو سات

طبقات میں تقسیم کیا ہے اور پھر صاحب "المحیط البرہانی" کو مجتہدین فی المسائل یعنی طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔[13]

**آثار و مصنفات**

صاحب المحیط البرہانی نے فقہ میں بڑی گرانقدر تالیفات چھوڑیں، لیکن افسوس ہے کہ یہ طبع اور نشر واشاعت کے مرحلے تک نہیں پہنچی ہیں۔ ان مین سے چند اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تتمة الفتاوى

اس کا ذکر "کشف الظنون" میں کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ تتمة الفتاوى امام برہان الدین محمود ابن احمد بن عبد العزیز الحنفی، صاحب "المحیط" کی تصنیف ہے۔ مزید فرمایا کہ اس کتاب میں الصدر الشہید حسام الدین نے حوادث وواقعات بیان فرمائے ہیں اور ان کے ساتھ میں کتابوں کے مشکلات کو بھی ذکر کیا ہے۔ ایک مسئلہ کے بارے میں کئی ایک متضاد اور متباین روایات میں سے ایک کو اختیار کیا ہے جو کہ ایک اصول کی کتاب لگتی ہے لیکن اس کے مسائل میں ترتیب نہیں ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد کسی نے اس کی ترتیب و تبویب کی اور اس کا بنیادی ڈھانچہ بنایا اور اس کی اقسام اور جنس متعین کی۔ پھر محمود بن احمد بن عبد العزیز نے ہر جنس اور اس سے ملتے جلتے مسائل کا اضافہ کیا۔[14]

۲۔ التجريد البرهاني في فروع الحنفية[15]

۳۔ ذخيرة الفتاوى (الذخيرة البرهانية)

اس کے بارے میں حاجی خلیفہ، کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ ذخیرۃ الفتاوی امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ البخاری کی ہے جو ۶۱۶ھ میں فوت ہوئے۔ یہ کتاب انہوں نے اپنی دوسری کتاب "المحیط البرہانی" کے اختصار کے طور پر لکھی ہے، اور یہ دونوں علماء کے ہاں مقبول ہیں۔[16] اس کا ذکر ہدیۃ العارفین میں بھی ہے اور مذکور ہے کہ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔[17] علامہ عبد الحہ لکھنوی نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔[18]

---

(13) لکھنوی، التعليقات السنية (الفوائد البهية في تراجم الحنفية ومعه التعليقات السنية)، (مصر: مطبعة السعادة، طبع اول: ۱۳۲۴ھ) ۲۰۵۔

(14) حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ، کاتب جلبی، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون (استنبول: وكالة المعارف، ۱۹۴۱ء-۱۳۶۰ھ) ۱/۲۴۴-۳۴۳۔

(15) حاجی خلیفہ، كشف الظنون، ۱/۳۴۵۔

(16) حاجی خلیفہ، كشف الظنون، ۱/۸۲۳۔

(17) اسماعیل پاشا، ہدية العارفين، ۲/۴۰۴۔

(18) لکھنوی، الفوائد البهية، ۲۰۶۔

۴۔ شرح ادب القاضی للخصاف

۵۔ شرح الجامع الصغیر للشیبانی فی الفروع

۶۔ شرح الزیادات للشیبانی

۷۔ الطریقة البرمانیة

۸۔ فتاوی البرمانی

۹۔ المحیط البرمانی فی الفقه النعمانی(زیر بحث کتاب)

۱۰۔ الواقعات فی الفقه

۱۱۔ الوجیز فی الفتاوی

اس میں مصنف فرماتے ہیں کہ جب میں ''المحیط'' اور ''الوسیط'' کی تالیف سے فارغ ہوا تو میں ''الوجیز'' کی تصنیف کی طرف متوجہ ہوا جس کو''الہدایہ''کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ (19)

(19) حاجی خلیفہ،کشف الظنون، ۲/۲۰۰۲۔

## کتاب:"المحیط"

اس کتاب کو فقہ حنفی کی سب سے عظیم اور بڑی تصنیف کے ساتھ ساتھ موسوعہ فقہیہ بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ اپنے نام کے مطابق امام محمدؒ کی ظاہر الروایہ کی چھ کتب یعنی الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، المبسوط، الزیادات کے مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔اور ساتھ میں مسائل النوادر، فتاوی، نوازل الشریعہ اور کئی ایک فوائد شامل ہیں جو مصنف نے متقدمین کی کتب سے کشید کیے۔اس کتاب کے مطالعہ سے قاری پر مؤلف کی وسعت علم، دقت نظر اور ان کا حسن ترتیب و تنظیم واضح ہوتا ہے۔

**تعارف اور سبب تالیف**

فقہاء کے ہاں المحیط کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے کتب الظاہر الروایہ والزیادات میں سے فقہ کے تمام عمومی مسائل کے ساتھ ساتھ ان کے مبانی اور معانی کا احاطہ کر رکھا ہے اور پھر اس میں فقہ النوادر، الواقعات، النوازل کے علاوہ بھی کئی ایک فوائد اور نکات شامل ہیں۔

قاری پر بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب واقعتاً انہی صفات کی حامل ہے۔اس میں مصنف نے امام ابو حنیفہؒ سے لے کر ان کے زمانے تک جو فقہی کتب تصنیف ہو چکی تھیں، جیسے ظاہر الروایہ کی چھ کتب، اور پھر نوادر، نوازل، واقعات اور فتاوی کی کتب، الحاکم الشہید کی الکافی اور المنتقی، شمس الائمہ السرخسی کی مبسوط، اور ان کے علاوہ جو کتب موجود تھیں ان کے احکام و مسائل کو مصنف نے ایک نئی ترتیب اور منہج پر جمع کیا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا سبب مصنف نے خود ہی اس کتاب کی ابتدا میں بیان کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ جیسے اکابر علماء نے علمی تصانیف کیں ایسے میں نے بھی ان کی روایت پر عمل کرتے ہوئے یہ مسائل کا مجموعہ تیار کیا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں مجھے اس کا فائدہ ہو۔کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے۔اور ان تین میں سے ایک علم نافع بھی ذکر کیا گیا۔تو اس پر مجھے احباب نے رغبت دلائی اور پھر میں نے المبسوط، الجامعین، السیرین، الزیادات کے مسائل کو جمع کرنے کے ساتھ ساتھ النوادر، الفتاوی، الواقعات کے مسائل بھی جمع کر دیے اور پھر میں نے اپنے والد اور دوسرے مشائخ سے حاصل کیے ہوئے مزید فوائد بھی جمع کر دیے ہیں...اور میں نے اس کا نام "المحیط" رکھا ہے۔

مصنفؒ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کا نام "المحیط" رکھا تھا۔لیکن چونکہ اس نام کی مختلف علوم اور مختلف مصنفین کی اور بھی کئی تصانیف موجود ہیں اس لیے اس کا نام "المحیط البرہانی" یا پھر "المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی" مشہور ہو گیا تاکہ باقی کتب سے اس کی شناخت الگ ہو سکے۔

## "المحیط" کا علمی مقام ومرتبہ

بلاشبہ "المحیط" فقہ حنفی کی امہات الکتب میں سے ایک سمجھی جاتی ہے اور بعد کی کتب کے لیے یہ ایک بہت بڑا اہم مصدر ہے۔ اور اس پر علماء کے اعتماد کی یہ صورتحال ہے کہ اس کے بعد والی فقہ حنفی کی کوئی مشہور کتاب "المحیط" کے حوالے سے خالی نہیں ہے۔ فتاوی ہندیہ، فتاوی تاتارخانیہ، البحر الرائق، الدر المختار، رد المحتار، الأشباہ والنظائر جیسی معتمد کتب فقہ حنفی "المحیط" کے حوالوں اور عبارات سے بھری پڑی ہیں اور کئی کتب میں اس کے حوالے لیے مستقل علامت بھی مقرر کی گئی ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی بھی علمی کتاب کھول کر دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے اس کی کم دستیابی اور عدم اشاعت کے باوجود اس سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور اس پر اعتماد بھی کیا ہے۔

اہل علم کے ہاں اس کتاب کا بہت بڑا رتبہ اور مقام ہے۔ حتی کہ علامہ عبد اللطیف الکرمانیؒ، جو کہ فقہی فروعات کو یاد رکھنے میں بہت مشہور تھے، کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سو مرتبہ "المحیط البرہانی" کا مطالعہ کیا ہے۔

اسی طرح اس کو کتب فقہ حنفی میں سے سب سے زیادہ جامع اور وسیع تصنیف ہے۔ حاجی خلیفہ اپنی کتاب کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ "ذخیرۃ الفتاوی" امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن عمر ابن مازہ البخاری کی تصنیف ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "المحیط البرہانی" کا اختصار کر کے لکھی ہے۔ اور یہ دونوں کتب اہل علم کے ہاں مقبول ہیں۔[20]

علامہ عبد الحی لکھنویؒ اپنی کتاب الفوائد البھیۃ میں اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں نے ایک نفیس کتاب دیکھی جو معتمد مسائل پر مشتمل تھی اور عجیب وغریب مسائل سے اس میں اجتناب تھا۔ یہ کوئی لمبی چوڑی غیر ضروری تفاصیل کا مجموعہ نہیں تھی، بلکہ اس میں صاف ستھرے مسائل اور تفریعات مذکور تھیں۔"

لیکن "المحیط البرہانی" کے ساتھ ایک مسئلہ یہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ جلد ہی نایاب ہو گئی اور زیادہ عام نہیں ہوئی۔ اور بہت سارے علماء اس سے ناواقف تھے۔ اور پھر بہت سے لوگوں کو المحیط البرہانی اور محیط السرخسی کے درمیان اشتباہ ہو گیا۔ اس وجہ سے کچھ علماء نے "المحیط البرہانی" کو غیر معتمد کتب میں شمار کیا ہے۔ انہی میں سے ایک علامہ ابن نجیمؒ بھی ہیں جن کا اس کے بارے میں یہ خیال صرف اس وجہ سے نہیں تھا کہ یہ نایاب تھی بلکہ ان کے زمانے اور ان کے علاقے میں اس کا جود ہی نہیں تھا۔ علامہ عبد الحیؒ نے علامہ ابن نجیمؒ سے جو بات نقل کی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے:

"صاحب الأشباہ، علامہ ابن نجیم المصریؒ، ایک رسالہ میں مخالفین کے رد میں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں، جبکہ انہوں نے اپنے مسئلہ کا استناد المحیط البرہانی سے کیا تھا: کہ انہوں نے "المحیط البرہانی" سے اس کو نقل کیا ہے جبکہ ابن امیر حاج نے شرح منیۃ المصلی میں فرمایا ہے کہ یہ (المحیط البرہانی) ہمارے علاقوں میں نہیں پائی جاتی ہے اور صرف اس بنا پر کہ وہ اپنے

(20) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱/۸۲۴-۸۲۳۔

زمانے کے لوگوں میں سے بڑے تھے، ان سے نقل کرنا اور ان کی عبارت سے فتوی دینا درست نہیں ہے۔ یہی بات فتح القدیر کی کتاب القضاء میں ہے کہ غیر معروف کتب سے سے نقل کرنا درست نہیں ہے۔ اور میں نے بعینہ یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ المحیط الرضوی میں دیکھی ہے اور انہوں نے وہاں سے لے کر اس کو البرہانی کی طرف منسوب کر دیا کہ شاید ان کے جھوٹ کا کسی کو علم نہ ہوگا۔"[21]

اسی طرح علامہ عبدالحی لکھنویؒ "المحیط البرہانی" کو دیکھنے سے پہلے اس کو "النافع الکبیر" میں غیر معتمد کتب میں شمار کیا ہے۔ لیکن پھر جب ان کو یہ کتاب دستیاب ہوئی اور اس کا مطالعہ کیا تو اپنے اس قول سے رجوع کر لیا۔ وہ "النافع الکبیر" میں لکھتے ہیں

"اور اس قسم (غیر معتمد کتب) میں سے ایک المحیط البرہانی بھی ہے۔ اگرچہ اس کے مصنف بہت بڑے فقیہ اور مجتہدین فی المسائل میں سے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ اس سے فتوی دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ رطب ویابس کا ایک مجموعہ ہے۔"[22]

پھر علامہ لکھنویؒ نے اپنی اس بات سے رجوع کیا اور حاشیہ میں یہ عبارت لکھی:

"یہ رسالہ لکھنے کے بعد اللہ نے مجھے "المحیط البرہانی" کے مطالعہ کا موقع نصیب کیا تو میں نے دیکھا کہ یہ کوئی محض رطب ویابس کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں صاف ستھرے مسائل اور خوبصورت تفریعات ہیں۔ پھر میں نے فتح القدیر اور ابن نجیم کی عبارات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے جو اس سے فتوی دینے سے منع کیا تھا وہ اس لیے نہیں تھا کہ اس میں کوئی غلط اور کمزور باتیں ہیں، بلکہ وہ محض اس لیے تھا کہ یہ اس زمانے میں مفقود اور نادر الوجود تھی۔ اور یہ حکم زمانے کے مختلف ہونے سے مختلف ہوگا، پس اس کا خیال رکھنا چاہیے۔"

اسی طرح علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے "النافع الکبیر" لکھنے کے بعد جب "الفوائد البهية" لکھی تو اس میں کہا:

"اور یہ جان لو کہ ابن امیر حاج الحلبی نے منیۃ المصلی کی شرح حلیۃ المحلی میں جو یہ کہا ہے کہ المحیط البرہانی پر اعتماد نہیں ہے، اور صاحب البحر الرائق نے بھی ان سے نقل کیا ہے کہ یہ ہمارے علاقوں میں مفقود ہے، پھر اس سے عدم جواز فتوی کا حکم لگایا۔ اور اس کا استدلال فتح القدیر سے کیا کہ غیر معروف کتب سے نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ اب کچھ لوگوں نے سمجھا کہ اس سے عدم جواز فتوی کا حکم اس لیے لگایا گیا ہے کہ اس میں کمزور اور ضعیف اقوال کو جمع کیا ہوا ہے، جیسا کہ میں نے اسی بنیاد پر اپنے رسالہ النافع الکبیر میں اس کو غیر معتبر کتب میں شامل کیا ہے۔

---

(21) لکھنوی، الفوائد البهية، ۱۹۰۔

(22) لکھنوی، النافع الکبیر، ۲۸۔

پھر جب اللہ نے اس کے مطالعہ کی توفیق دی تو میں نے دیکھا کہ یہ تو ایک بڑی بہترین کتاب ہے جس میں معتمد مسائل کا ذکر ہے اور اس میں عجیب و غریب مسائل سے اجتناب کیا گیا ہے، سوائے چند ایک مقامات کے اور اس طرح کے مقامات بہت ساری کتب میں پائے جاتے ہیں۔ پھر مجھ پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ اس سے عدم جواز فتوی کا حکم محض اس لیے لگا یا گیا تھا کہ یہ کتاب نادر الوجود تھی اور علماء کے ہاں متداول نہیں تھی، ناں یہ کہ اس میں یا اس کے مؤلف میں کوئی علمی کمی پائی گئی ہو۔ اور یہ نادر الوجود ہونے کا حکم مختلف زمانوں میں مختلف ہوتا ہے اور حالات کے بدلنے سے کتاب کی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ کئی ایسی کتب ہوتی ہیں جو کسی ایک زمانہ میں مفقود ہوتی ہیں لیکن پھر وہ کسی بعد کے زمانے میں موجود ہوتی ہیں۔ اور کئی ایسی کتب ہوتی ہیں جو کسی ایک زمانے میں نادر الوجود ہوتی ہے اور پھر کسی زمانے میں وہ کثیر الوجود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح "المحیط البرہانی" بھی اس زمانے اور علاقے میں میں مفقود تھی تو اس لیے اس کو ان کتب میں شمار کیا گیا جن سے فتوی دینا جائز نہیں ہوتا کیونکہ متداول نہیں تھی اور لوگ اس سے واقف نہیں تھے۔ پھر جب کسی زمانے میں یہ متداول ہو جائے اور پھیل جائے، تو اس سے عدم جواز فتوی کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، کیونکہ بذات خود اس پر اعتماد کرنے میں کوئی شبہ نہیں تھا، تو بعد کے لوگ اس پر اعتماد کر کے اس سے فتوی نقل کرنے لگ گئے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ "ذخیرۃ الفتاوی" امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن عمر ابن مازہ البخاری کی تصنیف ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "المحیط البرہانی" کا اختصار کر کے لکھی ہے۔ اور یہ دونوں کتب اہل علم کے ہاں مقبول ہیں۔"[23]

## مؤلف کا "المحیط" میں منہج

کتبِ فقہ حنفی میں منہجِ تصنیف ایک مستقل فن ہے، اور ہر مؤلف اپنے عہد، علمی پس منظر اور مقاصد کے مطابق اس فن میں جدت یا خصوصیت پیدا کرتا رہا ہے۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد البرہانی البخاریؒ کی شہرہ آفاق کتاب المحیط البرہانی بھی اسی سلسلے کی ایک نمایاں اور ممتاز کڑی ہے، جو اپنے منہج اور فقہی ترتیب کے اعتبار سے کئی امتیازات کی حامل ہے۔

(23) لکھنوی، الفوائد البهية، ٢٠٦۔

### ۱۔ منفرد اسلوب و منہج

فقہ حنفی کی بیشتر مشہور و معتمد کتب کسی نہ کسی متن کی شرح یا اختصار پر مبنی ہوتی ہیں، جیسے:

۱۔ المبسوط، جو الکافی کی شرح ہے

۲۔ بدائع الصنائع، جو تحفۃ الفقہاء پر مبنی ہے

۳۔ الہدایہ، جو بدایۃ المبتدی کی شرح ہے

۴۔ فتح القدیر، جو الہدایہ کی شرح ہے

۵۔ البحر الرائق، جو کنز الدقائق پر منحصر ہے

یہ تمام کتب چونکہ متون کی تشریح یا تفصیل پر مبنی ہیں، اس لیے ان میں مؤلف کو مکمل اختیار حاصل نہیں ہوتا اور وہ صاحبِ متن کے طرز، ترتیب اور اسلوب کے پابند رہتے ہیں۔ بر خلاف اس کے، المحیط البرہانی کسی متن کی شرح نہیں، بلکہ ایک خود مختار فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں مصنف نے اپنی علمی آزادی کو بھرپور استعمال کیا ہے۔

### ۲۔ تالیف کا مقصد اور وسعتِ دائرہ کار

مصنف نے فقہ حنفی کی تدوین، تنقیح اور جامع پیشکش کو اپنا مقصد بنایا۔ انہوں نے محض فتویٰ یا تدریس کے لیے کتاب نہیں لکھی، بلکہ ان کا مقصد فقہ حنفی کے مختلف ادوار، مکاتب فکر، اور طرز استنباط کو یکجا کرنا تھا۔

انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے لے کر اپنے زمانے تک کے فقہا کی آراء، دلائل، اور جزئیات کو شامل کر کے ایک ایسا دائرہ تیار کیا جس میں:

۱۔ ظاہر الروایہ کی چھ کتب

۲۔ نوادر و نوازل

۳۔ فتاویٰ و واقعات

۴۔ قدیم و جدید حنفی مصادر

۵۔ اصولی و فروعی مباحث

۶۔ نصوص و تعلیلات و جزئیات

۷۔ عملی اور نظری فقہ

سبھی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مثال: کتاب النکاح کے ضمن میں مصنف نے صراحت سے امام محمد، ابو یوسف اور امام زفر رحمہم اللہ کے مختلف

اقوال ذکر کیے اور ان کے دلائل کو الگ الگ بیان کر کے ان کی فقہی حیثیت واضح کی ہے۔[24]

### ۳۔ مسائل کی فقہی درجہ بندی

مصنف نے فقہی مسائل کی درجہ بندی کے لیے ایک خاص اسلوب اپنایا:

۱۔ سب سے پہلے ظاہر الروایہ سے ماخوذ اقوال بیان کیے، جو مذہبِ حنفی کا اصل سرمایہ ہیں۔

۲۔ اس کے بعد نوادر[25] و نوازل[26] جیسے الکافی (برہان الدین محمود بن مازہ البخاری، م۶۱۶ھ)، المنتقی (أبوالفضل احمد بن محمد الحاکم الشہید المروزی، م۳۳۴ھ) اور الجامع (امام محمد بن حسن الشیبانی، م۱۸۹ھ) سے مسائل اخذ کیے۔

۳۔ اس کے بعد الفتاویٰ[27] اور الواقعات[28] جیسے فتاوی قاضی خان (فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی المعروف بقاضی خان، م۵۹۲ھ)، فتاوی سمرقند (علاؤالدین محمد بن احمد السمرقندی، م۵۳۹ھ)، الحاوی (فخر الِاسلام علی بن محمد البزدوی، م۴۸۲ھ)، المنتخب (علاؤالدین محمد بن عبدالحمید الحنفی، م۵۴۷ھ) سے جزئیات ذکر کیں۔

۴۔ کہیں کہیں اجتہادی اقوال اور عملی عرفی معاملات کو بھی تفصیل سے پیش کیا۔ مثال: کتاب البیوع میں ''بیع فاسد'' کے مسئلے میں امام محمدؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے اقوال کا موازنہ اور پھر فتاویٰ میں ان کی عملی تطبیق بیان کی گئی ہے۔[29]

یہ ترتیب فقہ کے درجہ بدرجہ ارتقاء اور مآخذ کی وضاحت کے لیے نہایت موزوں اور علمی ہے۔

---

(24) البرہانی، المحیط، ۱۰۸/۶-۱۰۲۔

(25) النوادر: وہ فقہی مسائل جو عام کتب میں مذکور نہیں ہوتے بلکہ شاذ و نادر طور پر وارد ہوتے ہیں۔

(26) النوازل: نئے پیش آمدہ مسائل جن پر ائمہ و فقہاء نے زمانے اور حالات کے مطابق اجتہاد کیا۔

(27) الفتاویٰ: فقہاء کے وہ مجموعے جن میں ان کے دیے گئے فتاویٰ اور جزئیات مرتب کی گئی ہیں۔

(28) الواقعات: عملی اور واقعاتی مسائل جنہیں مفتیانِ کرام نے اپنے زمانے میں درپیش احوال کے مطابق تحریر فرمایا۔

(29) البرہانی، المحیط، ۳۸/۷-۳۵۔

### ۴۔ موضوعاتی ابواب کی علمی ترتیب

مصنف نے اپنی کتاب کو فقہ کے عمومی منہج پر مرتب کیا:

۱۔ کتاب الطہارۃ

۲۔ کتاب الصلاۃ

۳۔ کتاب الزکاۃ

۴۔ کتاب الصوم

۵۔ کتاب الحج

۶۔ کتاب النکاح

۷۔ کتاب الطلاق

۸۔ کتاب البیوع

۹۔ کتاب الاجارۃ

وغیرہ

ہر کتاب کو" فصل "(باب) میں اور ہر فصل کو" نوع "یا" جزء "میں تقسیم کیا، تاکہ قاری کو موضوعات پر مکمل گرفت حاصل ہو۔

مثال: کتاب الطلاق میں فصل العدۃ، فصل الرجعۃ، فصل اللعان، فصل الظہار، فصل الایلاء، جیسے ابواب کی واضح تقسیم کی گئی ہے۔[30]

### ۵۔ اختلافی فقہی آراء کا محدود ذکر

مصنف نے دیگر فقہی مذاہب جیسے شافعی، مالکی یا حنبلی اقوال کو صرف ان مقامات پر ذکر کیا جہاں وہ مسئلہ کی تفہیم کے لیے ضروری تھے۔ عمومی طور پر ان کی توجہ فقہ حنفی کے داخلی مصادر اور مختلف آراء کے مابین جمع و تحلیل پر مرکوز رہی۔

یہ منہج علامہ سرخسیؒ اور علامہ ابن الہمامؒ کے برعکس ہے، جنہوں نے اکثر مقامات پر دوسرے مذاہب کے دلائل کا بھی خوب تجزیہ کیا ہے۔

### ۶۔ دلائل، علل، اور قیاسی بنیادوں کی تفصیل

مصنف نے محض فقہی اقوال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی دلیلیں، اصولی بنیادیں اور قیاسی تفصیلات بھی بیان کیں۔

---

(30) البرہانی، المحیط، ۶/۲۴۵-۲۲۰۔

ان کا انداز نا صرف روایت پر مبنی ہے بلکہ درایت پر بھی مضبوطی سے قائم ہے۔

مثال: کتاب الصوم میں مسافر کے روزے کے حوالے سے امام ابو حنیفہ، صاحبین، امام شافعی رحمہم اللہ، اور بعض متاخرین کے دلائل کا تقابل کیا گیا، پھر علت اور مصلحت کے ساتھ تفصیل دی گئی۔[31]

### ۷۔ نادر فقہی مباحث اور عملی اجتہاد

کتاب میں ایسے فقہی مباحث بھی شامل ہیں جو عام فقہی کتب میں نظر نہیں آتے، مثلاً:

۱۔ غلام کے روزے کا حکم

۲۔ خصی جانور کی قربانی

۳۔ زنا کے اقرار کے لیے وقفے کی حد

۴۔ قرض کی قسطوں میں تاخیر پر تعزیر

۵۔ گم شدہ بچے کے نسب کی تحقیق

مثال: کتاب العتق میں غلام کی آزادی کے مختلف اسباب اور ان کے قانونی اثرات پر تفصیلی کلام ہے۔[32]

## خلاصہ

کتاب المحیط البرہانی اپنی وسعت، طرز استدلال، علمی ترتیب اور منہج تحقیق کے اعتبار سے فقہ حنفی کی ان کتب میں شمار ہوتی ہے جنہیں "جامع، دقیق، اور مستقل فقہی ذخیرہ" کہا جا سکتا ہے۔ اس کا منہج جہاں مؤلف کی اجتہادی بصیرت کو ظاہر کرتا ہے، وہیں فقہ حنفی کے متنوع منابع کے ساتھ مصنف کی گہری واقفیت کی دلیل بھی ہے۔

---

(31) البرہانی، المحیط، ۱۴۵/۲۔

(32) البرہانی، المحیط، ۷۳/۵۔

## نتائج

۱۔ ''المحیط البرہانی'' کی تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حنفی فقہ کی تدوین میں ایک منظم اور مربوط انداز اپنایا گیا ہے جس میں اصول، قواعد اور اجتہادی فتاویٰ کو ایک جامع ترتیب میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ ابن مازہ نے فقہ حنفی کے اصولوں کو مضبوط علمی بنیادوں پر پیش کیا اور اپنے مخصوص تحقیقی انداز میں فقہ اسلامی کے مشکل مسائل کو حل کرنے کے لئے اصولوں اور قواعد کا سہارا لیا۔

۳۔ ''المحیط البرہانی'' کا منہج اسلامی قانون کے طلباء اور محققین کے لئے رہنما اصول فراہم کرتا ہے اور جدید دور میں اسلامی قانون پر تحقیق کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

۴۔ اس تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ ''المحیط البرہانی'' میں صرف فقہی مسائل ہی نہیں بلکہ اصول فقہ اور علم کلام جیسے موضوعات بھی زیر بحث آئے ہیں، جس سے یہ کتاب فقہ حنفی کا ایک وسیع ذخیرہ بن چکی ہے۔

۵۔ اس تحقیق نے ثابت کیا کہ ابن مازہ کا انداز تقابلی اور تحقیقی تھا اور انہوں نے دوسرے مکاتب فکر کے نظریات کا بھی مناسب علمی جائزہ لیا، جو ان کی علمی وسعت کا ثبوت ہے۔

## سفارشات

۱۔ ''المحیط البرہانی'' کو مدارس اور اسلامی جامعات میں فقہ حنفی کے طلباء کے لئے لازمی نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ فقہی تحقیق کی ایک جامع بنیاد فراہم کی جاسکے۔

۲۔ جدید اسلامی قانون پر کام کرنے والے محققین کو چاہیے کہ وہ ابن مازہ کے منہج سے استفادہ کریں تاکہ عصری فقہی مسائل کو بہتر انداز میں حل کیا جاسکے۔

۳۔ ''المحیط البرہانی'' پر مزید تفصیلی تحقیقی کام کیا جانا چاہیے، خاص طور پر اس کے اصولی اور قواعدی مباحث پر، تاکہ اس کتاب کے علمی اور تحقیقی پہلوؤں کو مزید اجاگر کیا جاسکے۔

۴۔ یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں کو اس کتاب کے مختلف زبانوں میں تراجم کرنے پر غور کرنا چاہیے تاکہ غیر عربی زبانوں کے طلباء بھی اس کے علم سے مستفید ہو سکیں۔

۵۔ ''المحیط البرہانی'' کے موجودہ نسخوں کو جدید طباعتی تقاضوں کے مطابق دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ اس کتاب کا مطالعہ اور تفہیم آسان ہو۔

یہ سفارشات ان اصولوں اور تحقیقات پر مبنی ہیں جو ''المحیط البرہانی'' میں موجود ہیں، اور ان کا مقصد اسلامی قانون اور فقہ حنفی کے طلباء اور محققین کے لئے رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

## List of Sources in Roman Script

Al-Quran Al-Kareem

Al-Burhani. *Al-Muheet*. Beirut: Dar al-ʻIlm, n.d.

Al-Qurashi, Muhy al-Din Abu Muhammad Abdul Qadir bin Muhammad bin Muhammad bin Nasr Allah bin Salim bin Abi al-Wafa al-Hanafi. *Al-Jawahir al-Madiyya fi Tabaqat al-Hanafiyya*. Cairo: Dar Hijr lil-Tibaʻa wa al-Nashr, second edition, 1413H–1993.

Al-Zarkali, Khayr al-Din bin Mahmoud bin Muhammad bin Ali bin Faris al-Dimashqi. *Al-Aʻlam*. Beirut: Dar al-ʻIlm lil-Malayin, fifteenth edition, 2002.

Brockelmann, Carl. *Tarikh al-Adab al-Arabi*. 6 vols. Leiden: Brill, n.d.

Haji Khalifa, Mustafa bin Abdullah al-Katib Jalabi. *Kashf al-Zunun ʻan Asami al-Kutub wa al-Funun*. Istanbul: Wakalat al-Maʻarif, 1941–1360H.

Ismail Pasha bin Muhammad Amin bin Mir Salim al-Babani al-Baghdadi. *Hadiyat al-ʻArifin: Asmaʼ al-Muallifin wa Athar al-Musannifin*. Istanbul: Wakalat al-Maʻarif, first edition, 1951.

Lakhnavī, Abdul Hay. *Al-Fawaid al-Bahiyya fi Tarajim al-Hanafiyya*. Cairo: Matbaʻat al-Saʻadah, first edition, 1324H.

Lakhnavī. *Al-Nafiʻ al-Kabir: Muqaddimah al-Jamiʻ al-Saghir*. Cairo: Matbaʻat al-Saʻadah, 1324H.

Lakhnavī. *Al-Taʻaliqat al-Sunniyya (Al-Fawaid al-Bahiyya fi Tarajim al-Hanafiyya maʻa al-Taʻaliqat al-Sunniyya)*. Cairo: Matbaʻat al-Saʻadah, first edition, 1324H.

Qutlubgha, Abu al-Fida Zain al-Din Qasim bin Qutlubgha al-Suduni. *Taj al-Tarajim*. Damascus: Dar al-Qalam, first edition, 1413H–1992.

Taqi al-Din bin Abdul Qadir al-Tamimi al-Dari. *Al-Tabaqat al-Sunniyya fi Tarajim al-Hanafiyya*. Riyadh, Saudi Arabia: Dar al-Rifʻai, first edition, 1403–1410H.